

ترقی معکوس کا عکس

بعض اہل حدیث پر

ع

بین الزام او نکو دینا تھا قصو اپنا نکل آیا

مضمون ترقی معکوس مندرج نمبر ۲۷ جلد ۱ میں پندرہ پہلی اور چھٹی جہاں بیوں حقیقہ وغیرہ کو ترقی معکوس کا الزام دیا تھا افسوس کہ الزام ہمارے عینی بیانیوں اہل حدیث کی طرف ہی عاید ہو گیا ہے انہوں نے یہی اب وہی عمل شروع کر دیا ہے جو پچھلے عام مسلمانوں میں جاری تھا ایک دوسرے کو رافضی کہتا تھا اور وہ اسکو خارجی سمیٹا اور اسکو باہلی کہتا تھا اور وہ اسکو بدعتی و عسلی اندھا۔ پھر القاب و خطابات کے ساتھ ایک دوسرے کو کافر بنا تا اور مسلمانوں کا نمبر گناتا تھا یہی عمل بعض اہل حدیث نے اختیار کر لیا ہے۔

بعض ایسی گروہ کے مشینین الہامات و کرامات اولیٰ کو مشرک و بدعتی بنا تے ہیں اور وہ او نکو مشرک و کافر۔

بعض مفسرین (غیر مولین) بعض صفات خداوندی (قرب و معیت) کو کافر بنا تے ہیں اور وہ او نکو مشبہ و مجسم یا معطل۔

بعض قائلین فضیلتِ خبری حضرت علیؑ علیہ السلام کو شدید و بدعتی سمجھتے ہیں اور وہ او نکو خارجی عسلی اندھا القیاس۔

مسلمانوں میں یہ گروہ ابھی بہت بے تعصب طالب حق و محقق کہلاتا تھا اور ہمیں یہی وہی عنادِ قدیم پسینے لگا ہے جس نے مسلمانوں کو تہتر فرعون میں منسخر

پر عینی و علاقہ کے تشریح و تفسیر ہے دیکھو نمبر ۱۷ جلد ۱ اشاعت السنہ وغیرہ

کر کہا ہے بلکہ پوچھو تو انکا تعصب و عناد اونکی تعصب عناد سے کینقدر بڑھ گیا ہے
 اونکو تو اپنے مخالفین اصول و فروع سے مثلاً شیعہ کو سنی سے اور سنی کو شیعہ سے (معاذ اللہ)
 انہوں نے اپنے ہی گرواؤں (مواہقین فی الاصول و الفروع) سے عناد اور باہمی جنگ
 و قتل شروع کر دیا ہے۔ اکی جتانہ جنگی پر اب بیہ ریاچی جو پہلے ہم مسلمانوں پر صادق آتی
 تھی بڑھ چڑھ کر صادق آتی ہے۔ شنیہم کہ مروان را و خدا
 دل دشمنان ہم نکر و مذتنگ کہ ترا کے مسیبر شو و این مقام
 کہ باد و ستانت خلافت و جنگ

لہذا وہ مشہور ترقی معکوس جگہ میں پہلے اپنے علاقہ میں بیانیوں کی خدمت میں پیش
 کر چکا ہوں اب اونکی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور اس خصوصیت کے
 سبب جو ٹیپ کو اس گروہ سے حاصل ہے کمال اخلاص و تہاک سے ملتی ہے ہوں کہ
 اس معقول کو بغور ملاحظہ فرما کر کفر و تفسیق و تفسیل و تہاک اور ان اہل اسلام سے
 آئین اور مسلمانوں کا نمبر جو پہلے ہی پاس ہونے کے درجہ سے نہایت کمی پر ہے اور
 نہ گہا دین اور اولاً عام مسلمانوں کی حالت ضعف و قلت ہے پھر خاص اپنے گروہ اور
 عام مسلمانوں کی نسبت ایسے ہیں جیسے آٹھ میں تک کی قلت اور عام مسلمانوں
 کی نظروں میں انکی حقارت و ذلت پر ترس کہا میں۔ اس قلت و ذلت کو اور نہ
 بڑھا دین۔ اور اپنی ترقی معاشرہ سے اپنے مخالفین کو نہ ہٹا میں۔

اور اگر کسی صاحب کو اپنا علمی زور دکھانا اور وہ چار سائے متضمن کفر و
 تفسیق اہل اسلام تیار کر کے رسالہ دریا در کہلانا اور مسئلہ مشہور ہے ہم بانچوں
 سوار دہلی سے آئے ہیں انکا مصداق میں کہ موکفین و مشاہیرین کے شمارہ و قطار میں
 داخل ہونا نظر ہے۔ تو وہ بیہ زور علی مخالفین اسلام کی بخت و جواب میں
 دکھائیں۔ کسی عیسائی یا یہودی کے جواب میں قلم اٹھائیں یا آریا پر ہمو

دہریہ وغیرہ کی خبریں۔ اپنے ہی مسلمان بہائیوں پر کیوں مانتے حدت کرتے ہیں اور اگر
 ان کو صرف مسلمانوں ہی کا مقابلہ کرنا آتا ہے۔ مخالفین اسلام سے کلام و مقابلہ کا انہوں
 نے کوئی حرف نہیں پڑھا تو مسلمانوں میں سے اپنے گروہ اہل حدیث کو چوڑھے کے
 اور فرقوں سے (جن کو وہ بدعتی کہتے ہیں) کام چلاوین۔ دوست خود و مال
 خود پر عمل کرنے سے تیار آئیں۔

اس میں شاید ہماری دیندار پرہیزگار بہائیوں کو یہ شبہ پیدا ہو کہ ہم حق کو انہما
 پر وہ کیسے ہوئے جب ہم نے اپنے گروہ کے کفر و بدعت پر سکوت کیا۔ یہی تو عداوت
 ہے جس میں بدعتی و بی بیوں لوگ مبتلا ہیں۔ دینداروں پرہیزگار تو وہی لوگ ہیں
 جو پہلے اپنے گروہوں کی خبریں۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جن امور پر لوگ ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیل کرتے ہیں انہیں
 بعض امور تو اسلام و ایمان کی جڑ ہیں۔ وہ سب کفر ہیں تو خدا جائے پھر اسلام
 و ایمان کس چیز کا نام ہے اور اسکی اثبات کی سبیل کونسی ہے؟ اور بعض امور
 جس کو آپ کفر و ضلالت سمجھتے ہیں جسکے شرع کفر و ضلالت نہیں انکا کفر یا ضلالت ہوتا
 صرف آپ لوگوں کے خیال و اجتہاد کا نتیجہ ہے

امور مسلم اول کا مدار اثبات اسلام ہونا ہمارے مضمون رٹو یو براہین احمدیہ میں نمبر ۱۰
 و ۹ وغیرہ اشاعت سنہ ۱۹۷۱ء میں بخوبی ثابت ہو چکا ہے۔

امور قسم دوم سے بطور مثال دو امر (تقویٰ و قرب و معیت و تجویز فضیلت خیر) کا کفر
 و ضلالت ہونا اس مقام میں ثابت کیا جاتا ہے۔ ان ہی پر اور امور کفریہ جنکو یہ حضرات کفر
 قرار دیتے ہیں ناظرین قیاس فرما سکتے ہیں۔

تقویٰ و قرب و معیت کا کفر و ضلالت نہ ہونا

خدا تعالیٰ کے قرب و معیت کو (عام بندوں سے خواہ خاص مومنین سے) دیکھا گیا

بیمبر جمل ایمان و اعتقاد رکبین اُمتا بمرادہ بزمک یعنی جو خدا تعالیٰ کی ان صفات سے
 مراد ہے ہم اسپر ایمان لائے۔ اس سے صاف اور بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ
 قرب و معیت وغیرہ صفات خداوندی کی نسبت قرآن و حدیث کی یہ ہدایت ہے
 کہ ان کی حقیقت و مراد کا علم خدا کی سپرد کرین اور اومنین تاویل کو دخل ندین اور
 یہ اجمالی اعتقاد ایمان رکبین کہ جس طرح خدا کو لایتی ہے وہ ہمارے ساتھ ہی جیسا کہ
 سر ادا ہے ہم سے تزیب ہے و ہوالدعا۔

اس دلیل کے سہل و عمومی کا ثبوت

یہ مقدمہ (اوسے فریقین) میں (مغویین) کے نزدیک مسلم ہے جو
 پڑھے۔ نئی پڑھنے عربی فارسی ہندی وغیرہ کتب و رسائل فریقین میں صاف تصریح ہے
 کہ صفات قرب و معیت وغیرہ تشابہات سے ہیں۔ لہذا اس مقدمہ کی ثبوت میں شہادت
 و نقل اقوال حکما کی چندان ضرورت نہیں و مع نذر انجوف انکار ناواقف بالمتعصب اسٹی
 سول کے اسکی ثبوت چند اقوال علماء مسلم الطرفین کو پیش کیا جاتا ہے شیخ امام محدث
 سیوطی فی تفسیر الفان میں فرمایا ہے آیات صفات ہی متشابہات سے ہیں

ومن المشابهة آیات الصفات ان البان فيها
 تصدیقہ در بحوالہ الرحمن علی العرش استوی۔
 وکل شیء ما لاک الا وجهہ ویتی ویدرک
 وبتضع علی عینی۔ یدالہ فوق ایدایہم
 و حکم ای المشابهة اعتقاد الحقیقہ قل ایضا
 وھو مثل المقطع فی اوائل السوا مثل قوله
 وھو یومئذ ناظر الی ربھا ناظرۃ فان
 ھذا الایۃ حکمتہ فی عجب و یتبادر

ابن اللبان نے اسباب میں ایک کتاب جدا
 گانہ تالیف کی ہے ان صفات متشابہ کی مشا
 ہیم اقوال خداوندی ہیں۔ کہ وہ عرض ہے
 ہے اسکے منہ کی سوا سب کچھ فنا ہو گیا ہے
 خدا کا منہ باقی رہ گیا اور تا کہ تو ایسے سے پیری
 آنکھوں کے ساتھ بدوش ہے خدا کا منہ اور کو باقی رہے
 تفسیر احمد پر میں ہے۔ متشابہ کا حکم یہ ہے کہ
 انکے حق ہونے پر میں سمجھے ایمان لادین اوکی مثال
 وہ مقطعات حروف میں جو سور توح کی ابتدا میں ہیں

مشتاقیت سے حق انکسیت
 اذ یلزم منها الخوف والمجان فرددناها
 الى المحکم وهو حق لا یسئل عن شئ
 فقلنا لانکم کیفیة الورد فی بعض
 اصل الرویة هكذا ذکر الشیخ الامام
 محمدا سلام الزودی فعله من هذا
 وما ذکرنا سابقا ان المتشابه اما
 فالایضیهم متعین اهل العلم
 وغیر ذلك ویسعی هذا المقطعات
 واما ما یفهم منه عن بحال الله والام
 ما اذا اذ منه المتکلم لان معناه ان
 یكون عینا لکلمکم کقولہ وحده
 ویسعی هذه آیات الصفات واما
 المقطعات فی اول السور تسعة
 وعشرون الی ان عدها ثم قال
 واما آیات الصفات فکثیرة فی
 القرآن منها قوله الرحمن علی
 العرش استوی - ولتضع علی یفی
 وكل شئ هالک الا وجهه یعنی
 وجهه - ویدل ان فوق الیام
 والسموات مطویات بلیمه ولیم

اور خدا کا ہم قول کر گئے ہوا ہے اور سرور
 تازہ ہو گیا۔ خدا کو دیکھنے سے کہو تا کہ ہم
 مسلمانوں کے لئے دیدار خدا ثابت کر
 تو حکم ہے ہر اوس دیدار کی کیفیت میں
 ہے کہ وہ ظاہری کی کیفیت میں ہے
 اور مکان میں ہے۔ اس لئے کہ اس
 آیت متشابہ کو اس آیت حکم کے کہ اس کی
 مثل کو ہی چیز نہیں تعلق کیا۔ اور یوں کہ
 کہ ہم اس کیفیت دیدار کو نہیں چاہتے اس
 دیدار کو حلیہ اوسکی ذات کو لائق ہونے
 ہیں۔ البتہ شیخ الامام محمدا سلام زودی
 فرمایا ہے۔ بیان سے اور ہر جہ سے
 سابق سے معلوم ہے کہ آیات الصفات
 دو قسم ہیں ایک وہ جس کے معنی
 میں تیس جیسے الم و غیرہ سب کو
 کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جس کے لغوی معنی
 معلوم ہیں پر اونکے مرادی معنی معلوم
 نہیں کیونکہ ظاہری معنی لغت سے معلوم
 ہوتے ہیں۔ آیت حکم کے تمام جہ سے
 کے لئے کام ہوتا۔ انکو آیات صفات
 ہیں صفات سورتوں میں دیدار میں

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ہی بحث اللہ الباطن میں آیات صفات کو
 متناہات سے شمار کیا ہے۔ اصل عبارت جناب قائمہ بحث میں تفویض میں منقول
 شیخ ابن تیمیہ ابن القیم وغیرہ (اکابر ذریعہ) کو صحت استواء فوقیت حکمت سے
 شمار کیا ہے۔ مگر آیات قرب و معیت کو انہوں نے یہی متشابہ قرار دیا ہے چنانچہ
 شیخ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں دلائل فوقیت کے اقسام بیان کر کے فرمایا ہے اور

هذا النوع الملائكة السمعية المحيطة اذا
 بسطت افرادهما كالمختلف ايل على الرب على خلقه
 من استواءه على العرش فترى الجوهرة ذلل وكله
 وهو يشابه في قوله وهو معكم ايما كنتم راعا له ابن القيم

دلائل کے حصے خدا کا عرش پر اور مخلوق کو
 اوپر ہونا ثابت ہوتا ہے اقسام میں اعلیٰ
 جہت کیا ست (انوار) یہ تفصیل بیان کئے
 جاوین تو ہر دلیل بنے ہیں ان کے دلائل

کو چھوڑ کر کہا ہے اور اس متشابہ قول خداوندی سے کہ وہ متشابہ ساتھ ہے جہاں کہیں تم
 ہو وہ وہاں ہے۔

شیخ ابن تیمیہ اپنے رسالہ جموں میں ان آیات قرب و معیت کا متشابہ ہونا تسلیم کیا ہے
 پھر انہیں تاویل کر کے ان کو آیات استواء فوقیت کے تابع کیا ہے۔ اور اس تاویل
 کو تاویل موعود سے مستثنیٰ اور علیحدہ کر دیا ہے۔ اولیٰ کلام اصل مقام بیان و مقال ذریعہ
 سوال میں آدیکھا۔ انشا اللہ تعالیٰ۔

ایک چند اوراق کا نوبت رسالہ رجب کو بعض مکفرین اہل تفویض نے امام احمد
 بن حنبل کے نام سے کسی گمنام مطبع میں چھپوایا ہے خدا کا عرش پر ہونا بیان کر کے
 کہتا کہ اگر کسی بدعتی اور منافق خدا سے تعالیٰ اس ذل سے کہ ہم انسان سے اسکی رکن حال

فان اجتر مبتدع او نالت بقوله ونحن افراد الله
 مع جنل الوردية - او بقوله عز وجل وهو معكم ايما كنتم
 او حقوله ما يكون من غيري ثلثة الالهوا د ابهم

سے قریب تر ہیں یا اس قول سے کہ وہ ہر جہاں
 ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو یا اس قول کو کہ کہیں
 ہیں شخص جیسے کہ یاقین نہیں کرتے ہیں

جہاں خدا سے تعلق نہیں جو کچھ ہو یا مثل ان کی اور
 و نحو هذا من متشابه القرآن قبل انما یعنی
 لفظ کلمہ العلم

معیت اور قرب یا شمول خداوندی سے اسکا علم راو ہے
 ایسا ہی اس گروہ کے پہلے - رسائیل - عربی - فارسی - ہندی -
 وغیرہ میں ان صفات قرب و معیت کو متشابه کہا ہے جسکی نقل و تفصیل سے ظور کا
 خوف ہے -

پہلے اس وصف قرب و معیت کا متشابهات سے ہونا اس وقت تک فریقین
 مفوضین و مولین ہوتے ہیں اور ظاہر مولین اس فرض سے کہ یہ مفوضین محکم بنکر صفت وقت
 دستور کا جنک وہ حکم سمجھتے ہیں (مقابلہ و معارفہ فکرین متشابه ہو کر انکی تابع ہیں
 زور شور کے ساتھ انکو متشاپر اور ہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلا مقدمہ
 دلیل دعوی اول کا اور گروہ مولین کے نزدیک بیکسرتی قسم چون چوراہے کے مسلم ہے
دلیل دعوی اول کے دوسرے مقدمہ کا ثبوت
خدا یعنی اللہ کے لئے قرآن میں فرمایا ہے -

هو الذي نزل عليك الكتاب من آيات معك
 من ام الكتاب وخرمشا بها فاما الذين في
 قلوبهم زيغ فيسبون ما تشابه اتقاد
 الفسنة وابتغاء تاويله وما يعلم
 تاويله الا الله والذين في العلم يقوون ما تبين
 عندنا ويدرأ اولوالباب (آل عمران ۶)

ان ہی متشابه آیتوں کے پیشے پر تے ہیں۔ حالانکہ اونکی تاویل بجز خدا کو کسی
 اور

ہیں مانتا اور جو علم نامت قوم میں وہ کہتے ہیں کہ ہم انہیں کہا کرتے ہیں اور انہیں
یہ سبھی ہمارے رب کی طرف سے ہے یہ بات تو یہاں تک کہ ہم نے اسے
حقیقت ماننے کو بتایا ہے (میں نے) پیغمبر بخاری و سلم میں سے لیا اور انہیں
فصل اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور سر مبارک سے تم اللہ کے کون کو

عن عائشة رضي الله عنها قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم هذه الآية قال اذا ريت الذين يتبعون
ما تشاءين فاولئك الذين سئى لهم الله فاحذروهم
(پیغمبر بخاری ص ۲۵۲ و سلم ص ۲۳۹)

جو آیات متفقہ شہادت اور سب سے پہلے تاویل ہے
میں تو ان سے پہلے یہ بات
نام لیا ہے یعنی ان کو کہہ دو
جو کہا ہے۔

جمہور عالم (صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین) اس پر ہیں کہ آیات متفقہ شہادت
خدا کوئی نہیں جانتا اور اس آیت میں والا علم اور اول اللہ ہے اور اللہ

ذہب الاكثرون الى الواو في قوله
واللست سمون واوا الاستئناف وتساوي الكلام
عندنا قول وما يعلمنا وتلك الا الله وهو قول
ابن كثير عائشة وعروة بن الزبير
ورواي عن علي بن عيسى عن عمار بن عمار بن عمار بن عمار
ابن كثير التابعين اختاره الكسائي والقرطبي
والاخصص مقال لا يعلم تاويل التثنية
الا الله ويجوز ان يكون في القرآن تاويل
الاستئناف لا يعلم ولم يطلع عليه احد
من خلقه كما استأنز به علم الساعة
ووقت طلوع الشمس من مغربها

میں کہا ہے کہ اکثر لوگ واو کی طرف سے
قول خداوندی واو اور حنون ہے اللہ
واو اور مرگام سے ہے متعلقہ نہیں ہے
یہاں کلام میں قول پر تمام یہاں متعلقہ کی تاویل
پیغمبر خدا کے کوئی نہیں جانتا یہی بات ابلیس
کعب و عائشہ اور عروہ بن زبیر فرماتی ہیں
یہی حضرت ابن عباس سے ہے اور اس سے کہتے ہیں
کیا ہے یہی میں نے بھی سنی ہے اور میں نے سنی ہے
ہے اور اسے کہا گیا کہ کسی نے اسے اور خفشی
(نوحی اماموں) نے اختیار کیا ہے یہ کہتے
ہیں سنا ہے کہ تاویل کو پیغمبر خدا کوئی

عبدالاول طاقت پسند متوہم
 مجاہد و مورد وایۃ عز ابن عباس
 x x x و اختار هذا القول النبوی
 فی شرح مسلم انه الا هم لا تبرعوا
 بجماعہ اللہ حیا دہ ما لا سبیل احد
 من خلفائے معرفتہ وقال ابن
 الحاجب انه انما الظاهر واما الاكثر
 من الصحابة والتابعین و
 اتباعہم خصوصاً اهل السنة
 مذہبوالے الاول و ہوا
 اصح الروایات عن ابن عباس
 رضی اللہ عنہ وقال ابن السمان
 رضی اللہ عنہ لیس فی القول
 الاصل الا ما شرذمہ قلیلتہ
 واختار القائل قال کان
 یعتقد مذہب اهل السنة
 لکن سخط قال ولا عرفان لکمال
 حواد کبوتہ و لکمال عاکرہ فوق
 قلت و دیال بصحتہ مذہب اکثر
 ما احتج بہ عبد الرزاق فی افسیہ و
 والحاکم فی مسندہ عن ابن عباس

تہوڑے لوگ جنہیں ایک میں لایا ہے اور ایک
 روا بہت میں ابن عباس اسپرین کہتے ہیں
 پر اطلاع ممکن ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم
 اسی قول کو پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ لیس
 یحیدرز قیاس ہے کہ خدا تعالیٰ پر نبیوں
 کو ایسے امر سے مخاطب کرے جسکو کوئی
 سمجھ سکے۔ ابن حاجب نے یہی اسکی
 ظاہر قرار دیا ہے۔ لیکن اکثر صحابہ و تابعین
 اور انکواساب خصوصاً اہل سنت اسپرین کہ علم
 متناہیہ کیلئے ممکن نہیں ہے۔ یہی تہوڑا ابن
 عباس سے بھیج ہے۔ ابن اسحق نے کہا کہ پہلا
 تہوڑے سے لوگوں کا ہے چہنچہن نے یہی اسکی
 اختیار کیا تھا۔ اور وہ اسکی اول سنت کا
 کا مذہب سمجھتا تھا لیکن وہ اسپرین بول گیا
 اور یہ انکی زیادہ ہوگی کی بات نہیں سہی
 گہوڑے موہنے کے بل گہوڑے میں ادھر ہی
 عالم پھیل جاتے ہیں میں کہتا ہوں (امام
 سیوطی فرماتے ہیں) اکثر صحابہ و پیغمبر کے
 قول کی صحت پر دلیل ہے روایت سے جسکو
 عبد الرزاق نے تفسیر میں اور حاکم نے مستدرک
 میں ابن عباس سے نقل کیا ہے (باقی تقریباً)

یہاں اس کے ساتھ حضرت ثناء اولیٰ علیہ السلام میں جو کلمہ لکھتے ہیں اسے قبول فرماتا ہے اور اسے انکار فرماتا ہے۔ انشا اللہ تعالیٰ۔